سلسلہ اشاعت امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳۸۶

حسنین اقدس کے پیارے نانا

از

سرکار رئیس العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی دام ظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس۔ لکھنؤ

قیمت:- ۱۶ نئے پیسے

تعارف

سرکار سید العلماء دام ظلہ کا یہ گرانقدر مقالہ اس سے قبل موقر جریدہ رضاکار کے سید الشہداء نمبر ۱۹۵۳ء میں شائع ہو چکا ہے اور اب ہم اس کو اپنے حسینی لٹریچر میں شامل کر کے بصورت رسالہ شائع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد بھی اس رسالہ کی کثیر سے کثیر تعداد زمانہ عزا میں تقسیم کر کے عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ

محرم ۱۳۷۳ھ

یہ رسالہ ... برائے ایصال ثواب
سید محبوب علی ... مرحومین
پسران سید حشمت علی مرحوم
سید واڑہ ... ضلع ناندیڑ

حسینی اقدام کا پہلا قدم

قدمائے علماء و مؤرخین کے بیانات اور اُن پر تبصرہ

جب یزید کا خط طلب بیعت کے متعلق ولید کے پاس پہونچا۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :-

فانفذ الولید الی الحسینؑ فی اللیل فاستدعاہ فعرف الحسین الذی اراد فدعا جماعۃ من مواليه فامرهم بحمل السلاح وقال لهم ان الوليد قد استدعانی فی هذا الوقت ولست امن ان یکلفنی فیه امرا لا

ولید نے امام حسینؑ کے پاس شب کے وقت ایک آدمی بھیجا اور آپ کو طلب کیا، حضرت نے سمجھ لیا کہ اس کا مقصد کیا ہے لہذا آپ نے اپنے مخصوصین کی ایک جماعت کو بُلا کر فرمایا کہ وہ مسلح ہو جائیں، اور کہا کہ ولید نے اس وقت مجھے بلایا ہے، اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے کسی ایسے امر کی خواہش کرے گا

اجیب الیہ وھو غیر	جسے میں منظور نہیں کروں گا،
مامون فکونوا معی	اور وہ خطرہ سے خالی نہیں ہے،
فاذا دخلت الیہ	لہذا تم لوگ میرے ساتھ رہو
فاجلسوا علی الباب	اور جب میں اندر جاؤں، تو تم
فان سمعتم صوتی	دروازہ پر بیٹھنا۔ اگر سننا کہ میری
قد علا فادخلوا علیہ	آواز بلند ہوئی تو تم میری حفاظت
لتمنعوہ عنی۔ (ارشاد)	کے لئے اندر داخل ہو جانا۔

دینوری نے درمیان کے واقعات کی کچھ کڑیاں زیادہ تفصیل کے ساتھ بتائی ہیں وہ رقم طراز ہیں :-

فلما ورد ذلک علی الولید	جب یزید کا خط ولید کے پاس پہونچا
قطع بہ وخاف الفتنۃ	تو وہ پریشان ہو گیا، اور اُسے فتنہ
فبعث الی مروان وکان	وشورش کا اندیشہ ہوا لہذا مروان
الذی بینھما متباعدا	کو بلا بھیجا، حالانکہ ان دونوں کے
فاتاہ فاقرأہ الولید	تعلقات اُس زمانہ میں کشیدہ تھے،
الکتاب واستشارہ	مروان آیا تو ولید نے وہ خط دکھایا
فقال لہ مروان اما	اور مشورہ چاہا۔ مروان نے کہا کہ
عبد اللہ بن عمر وعبد الرحمن	عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن
ابن ابی بکر فلا تخافن	ابوبکر کی طرف سے تمہیں کوئی اندیشہ
ناحیتھما فلیسا بطالبین	نہ کرنا چاہیئے۔ وہ اس منصب کے کسی

شيئاً من هذا الامر
ولكن عليك بالحسين
بن علي وعبد الله بن
الزبير فابعث اليهما
الساعة فان بايعا والّا
فاضرب اعناقهما قبل
ان يعلن الخبر فيثب
كل واحد منهما ناحية
ويظهر الخلاف، فقال
الوليد لعبد الله بن عمرو
بن عثمان وكان حاضراً
وهو حينئذ غلام حين
راهق انطلق يا بني الى
الحسين بن علي وعبد الله
بن الزبير فادعهما
فانطلق الغلام حتى اتى
المسجد فاذا هو بهما
جالسين فقال
اجيبا الامير فقالا للغلام

حیثیت سے بھی طلبگار نہیں ہوں گے،
مگر ہاں حسینؑ ابن علیؑ اور عبداللہ بن
زبیر کا تدارک تم پر لازم ہے۔ انھیں
اسی وقت بلوا بھیجو، اور اگر بیعت
کرلیں تو خیر، ورنہ ان دونوں کا سر قلم
کردو، اس سے قبل کہ اس خبر کا اعلان
ہو، اور ان میں سے ہر ایک ایک
سمت کو جست و خیز کرنے لگے، اور
اختلاف ظاہر کرے، یہ سن کر ولید
نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے
جو اس وقت موجود تھا اور وہ ابھی
کم سن نوجوانی کے حدود سے
قریب تھا کہا کہ بیٹا تم حسینؑ ابن علیؑ
اور عبداللہ ابن زبیر کے پاس جاؤ
اور انھیں بلا لاؤ۔ وہ لڑکا روانہ ہوا
یہاں تک کہ مسجد میں پہونچا۔ دیکھا
کہ وہ دونوں بیٹھے ہیں، اس نے کہا۔
امیر نے آپ کو بلایا ہے، دونوں
نے کہا کہ تم چلو۔ ہم ابھی آتے ہیں۔

انطلق فاناصا ثر ان اليه
على اثرك فانطلق الغلام
فقال ابن الزبير للحسين
رضى الله عنه فيمتراه
بعث الينا فى هذه
الساعة فقال الحسين
احسب معاوية قد مات
فبعث الينا للبيعة فقال
ابن الزبير ما اظن غيره
وانصرف الى منازلهما
فاما الحسين فجمع نفرًا
من موالیه و غلمانه
ثم مشى نحو دار الامارة
وامر فتيانه ان يجلسوا
بالباب فان سمعوا صوته
اقتحموا الدار۔

(الاخبار الطوال ص ۲۲۸ و ص ۲۲۹)

وہ لڑکا چلا گیا۔ ابن زبیر نے
امام حسینؑ سے پوچھا۔ آپ کا کیا
خیال ہے ہمیں اس وقت کیوں
بلایا گیا ہے، حضرتؑ نے کہا کہ
میرا خیال ہے کہ معاویہ کا انتقال
ہو گیا ہے، اور ہمیں بیعت کے لئے
بلایا گیا ہے، ابن زبیر نے کہا کہ
میرا بھی یہی خیال ہے، اور دونوں
اپنے اپنے مکان کی طرف واپس
گئے۔ امام حسینؑ نے اپنے
عزیزوں اور غلاموں کی ایک
جماعت کو جمع کیا پھر دار الحکومت
کی طرف تشریف لے گئے اور
اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ
دروازہ پر بیٹھیں، اور جب
آپ کی آواز سنیں تو مکان
میں داخل ہو جائیں۔

طبری نے بھی یہ واقعات اتنی ہی بلکہ کچھ اور زیادہ تفصیل
سے بیان کئے ہیں:۔

لما اتاه نعي معاوية
فظع به وكبر عليه فبعث
الى مروان بن الحكم
فدعاه اليه وكان
الوليد يومئذ قد ولي المدينة
قدمها مروان متكارها
فلما رأى ذلك الوليد
منه شته عند جلسائه
فبلغ ذلك مروان فحبس
عنه وصرمه فلم يزل
كذلك حتى جاء نعي
معاوية الى الوليد فلما
عظم على الوليد هلاك
معاوية وما امر به من
اخذ هؤلاء والوهط
بالبيعة نزع عند ذلك
الى مروان ودعاه فلما
قرأ عليه كتاب يزيد
استرجع وترحم عليه

جب معاویہ کے انتقال کی خبر ولید
کے پاس پہونچی تو وہ گھبرا گیا اور
اُسے اس کی بڑی اہمیت محسوس ہوئی
اور اُس نے مروان بن حکم کے پاس
آدمی بھیجا، اور اُسے اپنے پاس
آنے کی دعوت دی، حالانکہ ولید
جب مدینہ کا حاکم ہو کر آیا ہے تو
مروان نے اس پر ناگواری محسوس
کی تھی، اور ولید نے اس کی بے رخی
دیکھ کر اسے اپنے دربار میں کچھ بُرا
بھلا کہا تھا۔ یہ خبر مروان کو پہونچی
تو وہ اس سے کھنچ گیا، اور آمد و
رفت ترک کر دی۔ یہ حالت
یونہی قائم رہی۔ اس موقع تک
کہ جب معاویہ کی خبر پہونچی، تو چونکہ
معاویہ کے مرنے اور پھر ان لوگوں
سے جن کے نام لکھے گئے تھے،
بیعت لینے کے مسئلہ کی اہمیت
ولید نے بہت محسوس کی تھی،

واستشارة الوليد فی
الامر وقال کیف تری
ان تصنع قال فانی اری
ان تبعث الساعة الی هؤلاء
النفر فتدعوهم الی
البیعة والدخول فی
الطاعة فان فعلوا قبلت
منهم وکففت عنهم
وان ابوا قدمتهم فضربت
اعناقهم قبل ان یعلموا
بموت معاویة فانهم
ان علموا بموت معاویة
وثب کل امرئ منهم
فی جانب واظهر
الخلافة والطمانینة
ودعا الی نفسه الا
اری اما ابن عمر
فانی لا اراد یزید
القتال ولا یحب انه

اس لئے مجبوراً مروان کو بلایا، ولید
نے اسے یزید کا خط پڑھ کر سنایا،
تو اس نے کلمۂ استرجاع زبان پر
جاری کیا، اور دعائے مغفرت کی،
اس کے بعد ولید نے اصل معاملہ میں
مشورہ چاہا اور کہا کہ تمہاری رائے
میں ہمیں کیا صورت اختیار کرنا چاہیے
اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ
اسی وقت تم ان لوگوں کے پاس
آدمی بھیجو اور انھیں بیعت کرنے
اور حلقۂ اطاعت میں داخل ہونے کی
دعوت دو، اگر وہ ایسا کریں تو
خیر، اُن سے پھر تعرض نہ کرو،
لیکن اگر انکار کریں، تو معاویہ
کے انتقال کی خبر ہونے سے پہلے
ہی ان کی گردنیں مار دو اس لئے کہ
اگر ان کو معاویہ کے انتقال کی
خبر ہو گئی، تو ہر ایک ایک طرف
جست کر کے کھڑا ہو جائے گا،

يولى امر الناس الا ان
يدفع اليه هذا الامر
عفوا فارسل عبد الله
بن عمرو بن عثمان
وهو اذ ذاك غلام
حدث اليهما نعوهما
فوجدهما فى المسجد
وهما جالسان فاتاهما
فى ساعة لم يكن الوليد
يجلس فيها للناس ولا
يأتيانه فى مثلها فقال
اجيبا الامير يدعوكما
فقالا له انصرف الان
فاتيه ثم اقبل حدهما
على الاخر فقال عبد الله
بن زبير للحسين ظن
فيما تراه بعث اليهما
فى هذه الساعة التى
لم يكن يجلس فيها فقال

اور اختلاف کا اعلان کرے گا،
اور لوگوں کو اپنی طرف بلانا شروع
کرے گا، پھر کیا جانے کیا نتیجہ
ہو۔ بس ابن عمر کے متعلق میرا
خیال ہے کہ وہ جنگ کا ارادہ
نہ کریں گے، اور نہ خود سے
حکومت حاصل کرنے کا ارادہ
کریں گے، ہاں مگر یہ کہ ان کے
سر خواہ مخواہ منڈھ دی جائے
اس گفتگو کے بعد عبداللہ بن عمر
بن عثمان کو جو ایک کمسن لڑکا
تھا ان دونوں کے پاس بلانے
کے لئے بھیجا گیا۔ اس نے دیکھ
کہ دونوں مسجد میں بیٹھے ہیں، اور
بلانے ایسے وقت آیا تھا، جس
وقت عموماً ولید لوگوں سے
ملاقات کے لئے نہیں بیٹھتا تھا
اور نہ لوگ ایسے وقت ملاقات
کے لئے جاتے تھے، اس نے کہا

حسين قد ظننت ادى
طاغيتهم قد هلك
فبعث الينا ليا خذنا
بالبيعة قبل ان يفشو
فى الناس الخبر فقال
دانا ما اظن غيره قال
فما تريد ان تصنع
قال اجمع فتيانى
الساعة ثم امشى اليه
فاذا دخلت الباب
عليه قال فانى اخافه
عليك اذا دخلت قال
لا اتيه الا وانا على
الامتناع قادر فقام
فجمع اليه موالية
واهل بيته ثم اقبل
يمشى حتى انتهى الى
باب الوليد وقال
لاصحابه انى داخل

امیر نے آپ دونوں کو بلوایا ہے
دونوں نے جواب دیا کہ جاؤ ہم ابھی
آتے ہیں، پھر ایک نے دوسرے کی
طرف رُخ کیا اور عبداللہ بن زبیر نے
امام حسینؑ سے کہا کہ آپ کا کیا
خیال ہے، ہم کو ایسے بے وقت
کیوں بلایا گیا ہے، امام نے فرمایا،
میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کا ستمگار
حاکم ہلاک ہو گیا اور ہم کو اس لیے
بلایا گیا ہے کہ خبر پھیلنے کے پہلے
ہم سے بیعت حاصل کر لی جائے،
انھوں نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے
اب آپ کا کیا ارادہ ہے، فرمایا کہ
میں ابھی اپنے خاندان کے جوانوں
کو یکجا کرتا ہوں اور پھر ولید کے
پاس جاؤں گا۔ جب دروازہ پر
پہونچوں گا تو انھیں وہاں ٹھہرا دوں گا
اور پھر خود اندر داخل ہوں گا۔ عبداللہ
نے کہا کہ اگر آپ وہاں جائیں گے

فان دعوتکم او سمعتم صوتہ قد علا فافتحوا علی باجمعکم ولا تلاحوا تلاحوا حتی اخرج الیکم۔
(الطبری جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

تو مجھے آپ کے متعلق خطرہ ہے۔ حضرت نے فرمایا میں جا رہا ہوں تو اسی وقت کہ جب اپنے تحفظ پر قدرت رکھتا ہوں، پھر حضرت اسی صورت سے تشریف لے گئے، یہاں تک کہ ولید کے دروازے تک پہونچے، اور اپنے ساتھ والوں سے فرمایا کہ میں اندر جاتا ہوں، جب میں تمہیں پکاروں، یا تم ولید کی آواز کو سنو کہ بلند ہو گئی، تو سب کے سب اندر داخل ہو جانا، اور نہیں تو جب تک میں باہر نہ آؤں تم یہاں سے حرکت نہ کرنا۔

مذکورہ بیانات پر جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ متفق علیہ ایک واقعہ ہے جو ان سب کے پیش نظر ہے، ان میں آپس میں اختلاف کوئی بھی نہیں ہے۔ بس بیان کرنے میں کسی نے اختصار سے کام لیا ہے اور کسی نے تفصیل سے، سب سے زیادہ اختصار شیخ مفید رحمہ اللہ نے کیا ہے، مگر ایک بات کی تصریح ان کے یہاں زیادہ ہے، جو کسی دوسرے کے یہاں نہیں ہے، وہ یہ کہ ولید نے امامؑ کے پاس آدمی رات کے وقت بھیجا۔ دینوری اور طبری کسی کے یہاں رات کی تصریح نہیں ہے، مگر یہ ہے کہ وہ وقت ایسا تھا جس میں عموماً

ولید سے ملاقات نہ ہوتی تھی۔ طبری نے کہا ہے، نہ ولید اس وقت کسی کو بلاتا تھا، نہ کوئی اس وقت اُس کے پاس جاتا تھا۔ اب یا تو اسی سے یہ تصور پیدا ہوا ہو کہ وہ رات کا وقت تھا یا شیخ مفید رحمہ اللہ کے پیش نظر کسی ایسے راوی کا بیان ہو جس نے رات ہونے کی تصریح کی ہو۔

ولید اور مروان کی باہمی نزاع کا اجمالی تذکرہ دینوری اور طبری نے کیا ہے، مگر طبری نے اس نزاع کا ابتدائی سبب بھی بیان کر دیا ہے، جو بالکل قرین قیاس ہے، اس نزاع کے باوجود ولید کا مروان کو مشورہ کے لیے بلانا، انتہائی اضطراب ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے، اور اس سے ظاہر ہے کہ یزید کا خط ولید کے لئے بڑی پریشانی کا باعث بن گیا تھا، اور بالخصوص ان افراد سے بیعت کا مطالبہ جن کے نام اُس خط میں درج تھے اور پھر اس سلسلہ میں جو کچھ اُسے ہدایت کی گئی تھی وہ اُسے اپنی طاقت سے باہر چیز سمجھ رہا تھا، جب ہی اُسے اتنی تشویش لاحق ہوئی اور اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا، سوا اس کے کہ وہ مروان سے مشورہ لے، اس لئے بھی کہ مروان کافی جہاندیدہ آدمی ہے، اور اس لئے بھی کہ جو کچھ میں طرز عمل اختیار کروں، اور اُس کا جو نتیجہ ہو اُس کی ذمہ داری میں مروان بھی شریک ہو جائے، کیونکہ

ہے میرا بدخواہ تو ہے ہی، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میری نسبت
حکومت وقت کے اس تعمیل حکم میں کوتاہی کا کوئی الزام
عائد کر سکے، اور چونکہ یزید خود ایک الھڑ، جوشیلا، اور
بے خود و سرمست شخص تھا، لہذا ولید کو شاید یہ توقع بھی ہو
کہ مروان اپنی تجربہ کاری کی بدولت کسی ایسے اقدام
کا مشورہ نہ دے گا، جو حالات کی پیچیدگی میں اضافہ کرے،
اور نتیجہ میں حکومت امویٰ کے لئے مضر ثابت ہو، اس کے ساتھ
ممکن ہے صحابی رسول ہونے کے تخیل میں اسے مروان کی نسبت
یہ خوش گمانی بھی ہو، کہ اس کے دل میں اتنا خوف خدا ہو گا
کہ وہ مجھ کو کوئی ایسا مشورہ نہ دے گا جو بدیہی طور پر
غضب الٰہی میں گرفتار بنانے کا باعث ہو، مگر افسوس ہے
کہ اس کے یہ توقعات پورے نہیں ہوئے، مروان نے
اُسے ایسا مشورہ دیا، جو امویٰ خاندان کی فرد ہونے کے
باوجود اُسے ناقابل عمل محسوس ہوا، اور اس پر عمل نہ کرنے
کی بنا پر مروان نے بالآخر خود یا کسی اور ہوا خواہ کے
ذریعہ سے اس کی شکایت مرکز تک پہونچائی اور اس کے
نتیجہ میں اُسے مدینہ کی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا۔

مروان کا یہ مشورہ دینا کہ اگر یہ دونوں بیعت نہ کریں،
تو فوراً اُن کا سر قلم کر دو۔ اس کی دلیل ہے کہ یزید نے مطالبہ

بیعت کے ساتھ پہلے ہی خط میں ولید کو امام حسینؑ کے خلاف
ہر متشدد اقدام یہاں تک کہ قتل کا حکم دے دیا تھا، ورنہ
مروان کو یہ مشورہ دینے کی ہرگز ہرگز جرأت نہ ہوتی، اور
اگر وہ ایسی حماقت سے کام لیتا بھی تو ولید اُس کے
جواب میں کہتا کہ یہ تم مجھے کیا مشورہ دے رہے ہو۔
مجھے تو صرف سوال بیعت پیش کرنے، اور اُس پر اصرار
کرنے کی ہدایت ہے، میرے اصرار کے بعد جو جواب
مجھے ملے اُس کی اطلاع مجھے مرکز میں بھیجنا چاہیئے، اور
پھر وہاں سے جو ہدایت ہو اُس پر عمل کرنا چاہیئے۔ میں
بطور خود اتنا بڑا قدم کیونکر اُٹھا سکتا ہوں کہ فرزند رسولؐ
کا سر قلم کر دوں، مگر ولید نے مروان کے جواب میں یہ قانونی
عذر پیش نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسے اس
خونریزی میں یزید کی طرف سے کسی عتاب کا اندیشہ نہیں
تھا۔ بلکہ وہ خود خوفِ خدا سے اپنے کو اس سے قاصر
محسوس کر رہا تھا۔ جس کے نتیجہ میں اُسے حکومت مدینہ
سے برطرف ہونا پڑا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ مروان
کے مشورہ پر عمل کرتا تو معتوب نہ ہوتا، لیکن اس پر عمل
نہ کرنے کی وجہ سے اُسے معتوب ہونا پڑا۔ اس سے
اُن لوگوں کے خیال کی بالکل رد ہو جاتی ہے جو ایسا

گمان کرتے ہیں، یا سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یزید بذات خود امام حسینؑ کے قتل کا خواہاں نہ تھا، اور یہ ابن زیاد کا بطور خود ایک اقدام تھا، جس کے متعلق یزید کی کوئی ہدایت موجود نہ تھی۔

ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ شروع سے یزید نے طے کر لیا تھا کہ بیعت نہ کرنے کی صورت میں، امام حسینؑ کی زندگی کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ جس کی تعمیل ولید نہ کر سکا۔ اس لیے معتوب ہوا۔ اور ابن زیاد نے اس کی تعمیل کر دی، اور اسی لیے اس کے رسوخ اور اثر میں اس کے بعد اضافہ ہو گیا۔

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری

امامیہ مشن۔ لکھنؤ (انڈیا)

رہنمایان اسلام

اس سے قبل مشن سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے مختصر حالات زندگی
ایک ایک جزو کے رسائل کی صورت میں علیحدہ علیحدہ پیش کئے جا چکے ہیں جنکے ہندی
اور انگریزی تراجم بھی عرصہ ہوا شایع ہو چکے ہیں یہ رسائل انتہائی مقبول ہیں
اور کثیر تعداد میں برابر فروخت ہوتے رہتے ہیں اب یہ جامع کتاب بھی ایک بسوط
مقدمہ کے ساتھ طبع ہو چکی ہے جس میں ہر معصوم کے مختصر حالات یکجا ناظرین
کو مل جائیں گے۔ یقین ہے کہ افراد ملت اپنے اس مشن کی توسیع میں خریداری
کتب و رسائل اور عطایا سے امداد فرما کر عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ

برائے کتب خانہ عمدۃ العلماء
برائے ایصال ثواب
سید علی و سید جواد حسین مرحومین
و سید حشمت علی مرحوم
سید واڑہ سفی پور ضلع انار